تعلیماتِ اسلامی کا ایک مختصر خاکہ

(مولوی محمد منتصر صاحب متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

برادران اسلام - مذہبِ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے جمیع معائب و معاصی - فتنہ و فساد - شر و ضلالت کو مٹانے کی راہ بتائی - اخوت و مساوات رواداری اور جمیع محاسن سے ہم انسانوں کو مزین کر کے مرکز اتحاد پر گامزن کر دیا اور فرمایا وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (پ۱۰ س انفال ۴۶) کہ اگر تم نے ہمارے بتائے ہوئے مرکز سے ذرا بھی انحراف کیا تو پھر تمہاری اسپرٹ نکل جائیگی - اور تم ذلیل و خوار ہو گے - کیا میں بتلاؤں کہ اسلام کے وہ کون سے محاسن تھے جن کی اس نے ہم کو تعلیم دی اور جن کی خوبیوں کا اقرار ساری دنیا نے کیا - یوں تو مذہب اسلام کی تعلیمات بہت ہیں جن کے استقصاء سے میں عاجز و قاصر ہوں - ہاں آپ کے سامنے چند مشہور و معروف تعلیمات بیان کرتا ہوں تاکہ آپ بھی اندازہ لگائیں کہ ان خوبیوں کی وجہ سے اسلام نے دلوں میں کیا انقلاب پیدا کیا

ناظرین کرام - آیئے تھوڑی دیر کیلئے اس زمانہ پر غور کریں جب کہ اسلام نے اپنا نزول کیا تھا اور دنیا کی اور خصوصاً اہل عرب کی کیا حالت تھی - ان کی ضلالت و بربریت اور جہالت شر و فساد سے دنیا تہ و بالا تھی - یوں کہنے کو تو وہ اپنے کو دین ابراہیمی پر بتلاتے تھے مگر راہ مستقیم سے ہٹکر خدا سے دور جا پڑے تھے - معصیات اور کفر و شرک سے ملوث اور مخلوط ہو چکے تھے لیکن اسلام نے آتے ہی سب سے پہلے ان کو اعتقاد کی درستی کی تعلیم دی اور ببانگِ دہل یہ اعلان کیا قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا - اے پیغمبر اسلام اہل کتاب سے فرمایئے کہ آؤ تم اور ہم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اس بات پر اتفاق کر لیں کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی پرستش و عبادت نہ کرینگے اور کسی شے کو اسکا شریک نہ ٹھہرائینگے - اہل کتاب کو مخاطب کرنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے کو آسمانی مذہب کا تابع بتلاتے تھے اور چونکہ اسلام بھی آسمانی مذہب ہے اسلئے اس نے کہا کہ اگر تم واقعی اپنے دعوی میں سچے ہو تو آؤ تم اور ہم اس بادشاہ کے سامنے جھکیں جو سب کا خالق و مالک ہے

یہ ہے اسلام کی ابتدائی تعلیم جس کے اثر نے اہل دنیا کے قلوب کو بدل ڈالا اور سارے بتخانے زیر و زبر ہو گئے اور کعبہ شریف کے تین سو ساٹھ اصنام وہاں سے ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہو گئے اور دنیا کے ہر گوشہ سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی صدا بلند ہونے لگی - حالی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی + عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی -

ایثار | لوازمات توحید میں سے سب سے بڑا جزء ایثار ہے - خدا نے خود ہی مسلمانوں کی تعریف کی وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ (پ۲۸ س الحشر ع۱) لہذا ضروری تھا کہ مسلمان بھی اس وصف سے متصف ہوتا - چنانچہ اسلام نے بھی اس پر زور دیا - قبل ازیں کہ میں اسکے احوال کو سپرد قلم کروں اسکی تعریف کر دینا مناسب سمجھتا ہوں - انسان کا برضا و رغبت خالصۃً لوجہ اللہ اپنے مذہب و ملک اور

بنی نوع انسان کی خاطر بہتر سے بہتر مالی و جانی قربانی کرنیکے لئے تیار رہنا اور قوت سے عمل میں لانا ایثار کہلاتا ہے۔ چنانچہ قرآن نے اس معنی کو ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یعنی مومن لوگ وہ ہیں جو دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اور دوسروں کی احتیاج کو اپنی ضروریات پر باوجود خود محتاج ہونے کے مقدم سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ زمانہ سابقہ کے مسلمان اور خصوصًا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوری طرح عمل پیرا ہو کر دکھلا دیا اور بطریقہ سے اپنی جان و مال کو فی سبیل اللہ نثار کردیا چنانچہ جنگ تبوک کے موقع پر جبکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی نے صحابہ کرام کو چندہ جمع کرنیکا حکم فرمایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے نصف مال کو فورا حضور کے حکم کی تعمیل میں نچھاور کردیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں جو کچھ تھا سب آنحضور کے سامنے حاضر کردیا۔ اور جب دربار رسول سے ارشاد ہوا کہ اے ابوبکر کچھ گھر میں چھوڑا ہے تو جواب دیا کہ حضور گھر میں جو کچھ پونجی تھی سب سامنے حاضر ہے۔ وہاں تو بس اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے اور بس۔ اللہ اکبر۔ یہ ہے ایثار جس کی عملی صورت صحابہ کرام نے پیش کردی افسوس کہ جس طرح مسلمانوں نے اور چیزوں کو چھوڑ دیا ایثار کو بھی پس پشت ڈالدیا۔

حضرات! میں اور ایک واقعہ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تاکہ آپ پوری طرح ایثار عملی کا اندازہ لگالیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اتفاق سے آپ کے مکان میں اسوقت سوائے پانی کے اور کوئی چیز نہ تھی آپ نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ کون ہے جو آج کی شب میں اس مسافر کا حق ضیافت ادا کرے۔ انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے اس شخص کو انکے ساتھ کردیا جب انصاری مکان کو پہنچے اور اپنی بیوی سے واقعہ مذکورہ سنایا اور دریافت کیا کہ کھانے کی کیا چیز ہے اس نے جواب دیا کہ بچوں کے کھانیکے لئے کچھ روٹی ہے اور بس۔ انصاری نے کہا کہ بچوں کو مت کھلاؤ اور کسی طرح بہلا کر سلادو اور مہمان کے سامنے کھانا رکھتے ہی فورا چراغ بجھادینا تاکہ میں اس پر لب و دہن کی مصنوعی حرکات سے یہ ظاہر کرونگا کہ میں بھی کھا رہا ہوں چنانچہ ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اس ایثار کو پسند فرمایا اور آیہ نازل فرمائی۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔

عدل اسلام نے نہایت شدت کے ساتھ عدل کی تعلیم دی فرمایا لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ ۚ ٱعْدِلُوا۟ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (پ ۶ س المائدہ ع ۲) کسی قوم کی عداوت اور ان کی شرارتیں تمہارے راہ عدل میں رکاوٹ پیدا نہ کرسکیں۔ خبردار تم ہمیشہ عدل کرو اور عادل بنو کیونکہ یہ تقویٰ سے بہت قریب ہے۔ اور فرمایا کہ تمہارے فیصلہ جات بھی عادلانہ ہونے چاہئیں وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحْكُمُوا۟ بِٱلْعَدْلِ یعنی جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے کیا کرو۔ دوسری جگہ فرمایا وَإِنْ حَكَمْتَ فَٱحْكُم بَيْنَهُم بِٱلْقِسْطِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ (پ ۶ س المائدہ ع ۶) یعنی آنحضور کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے کہ اگر ان کے درمیان کوئی فیصلہ کرو تو انصاف سے کرو۔ اللہ انصاف کرنیوالوں کو محبوب رکھتا ہے۔ غرضکہ اسلام نے لوگوں کو شدت کے ساتھ بے انصافی سے روکا اور عدل و انصاف کی تعلیم دی اور فرمایا کہ إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُ بِٱلْعَدْلِ وَٱلْإِحْسَانِ (پ ۱۴ س النحل ع ۱۳)

یعنی اللہ عدل و احسان کرنیکا حکم فرماتا ہے۔

حضرات! اسلام نے کسی کے ساتھ عدل و احسان کو خاص نہیں کیا۔ .... پڑوسیوں کے متعلق اہل محلہ کے متعلق بلکہ دنیا کے ہر شخص کے متعلق اپنے دامن عدل و احسان کو وسیع رکھا۔۔۔ فرمایا اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ۔ یعنی تم زمین کی جمیع مخلوقات پر رحم کرو اور احسان کرتے رہو خواہ وہ چرند پرند ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کریگا خصوصاً اسلام نے اطاعت والدین کے متعلق اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور انکے ساتھ احسان سے پیش آنے کے متعلق نہایت زور دیا اور فرمایا۔ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا۔ (بنی اسرائیل ۲۶) تمہارے والدین میں سے ایک یا دونو بڑھاپے کو پہنچ جاویں تو تم ان کو اف تک بھی نہ کہو اور ان کو سخت باتوں سے تکلیف نہ پہنچاؤ، ان سے نرم اور اچھی باتیں کرو۔ اور ان کی نافرمانی سے روکا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَکَ عِنْدَہٗ اَبَوَاہُ الْکِبَرَ اَوْ اَحَدُھُمَا فَلَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ۔ جس کے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہوں اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوے تو ایسے شخص کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلودہ ہو اور وہ ذلیل ہو۔ قارئین کرام اطاعت والدین کی فضیلت اور ان کی نافرمانی کی وعید کے متعلق بہت سی آیتیں اور حدیثیں موجود ہیں لیکن یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

اتفاق و اتحاد یہ ضروری بات تھی کہ جو لوگ اسلام لاچکے ہوں ان کو ایک مرکز پہ جمع کردیا جائے تاکہ ان کی قوت اجتماعی اور اخوت و محبت کی یگانگت کو دیکھکر مخالفوں کے دلوں میں خوف پیدا ہو تاکہ وہ ان چند مسلمانوں کو ستانے کا قصد نہ کرسکیں۔ نیز وہ قومیں جن میں چھوت چھات کا نظریہ موجود ہو وہ اس رونق میں آکر جمیع عباد اللہ کو ایک مرکز پہ دیکھکر وہ بھی اس کی صداقت کا اقرار کرلیں اور اسلام قبول کرکے اس چھوت چھات کی لعنت سے پاک و صاف ہوجائیں یہ حقیقت ہے کہ بکریاں بھیڑیوں سے کمزور ہوتی ہیں اگر ایک بکری تنہا جنگل میں ہو تو بھیڑیا کھاجائیگا لیکن اگر دس بیس بکریاں اکٹھی ہوں تو بھیڑیے کی بھی ہمت نہیں پڑتی۔ ہاں مکھی دنیا کے جمیع جانوروں سے کمزور جانور ہے صرف دو انگلیوں کے درمیان پیسی جاسکتی ہے لیکن ان کی ایک جماعت سینکڑوں انسانوں کو پریشان کرسکتی ہے۔ بھلا اس عظیم ترین نظریے کو اسلام کیونکر نظروں سے دور رکھ سکتا تھا۔ جوں ہی عرب اسلام میں آنے لگے ان کو ایک مرکز اتحاد پر جمع کرنا ضروری ہوگیا اسلام نے ان کے گذشتہ حالات کو بتلاتے ہوئے کہا کہ دیکھو یہ خدا ہی کا احسان ہے جس نے تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ متحد کردیا اور تم کو بھائی بھائی بنا کر ایک دوسرے کا خون حرام کردیا حالانکہ اس سے پہلے تم آپس میں لڑ جھگڑ کر تباہ و برباد ہو رہے تھے تمام دنیا میں ذلیل تھے وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا الخ (پ ۴ ع ۲) اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم کو اس وقت دیا ہے جبکہ تمہارا رشتہ ایک دوسرے

تو ٹاہوا تھا اور تم ایک دوسرے کا خون حلال سمجھتے تھے عین اسوقت اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ پھر فرمایا وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (پ۱۰ س انفال ع۶) اگر تم آپس میں فتنہ وفساد کروگے تم کمزور ہوجاؤگے اور تمہاری ہوا نکل جائیگی"۔ مذہب اسلام نے سب کو ایک جگہ جمع کرکے اخوت ورواداری قائم کرنے کے بعد فرمایا إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ (پ۲۶ ع۱۴) سب مسلمان بھائی بھائی ہیں اگر بتقاضائے بشریت آپس میں کوئی جھگڑا واقع ہوجائے تو صلح کرادو۔ حدیث میں وارد ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا۔ تم آپس میں حسد وکینہ اور بغض نہ کرو اور سب ملکر بھائی بھائی ہوجاؤ۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مسلمانوں کے اتفاق کی مثال یوں بیان فرماتے ہیں۔ المومنون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ ان اشتکی راسہ اشتکی کلہ۔ تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں جس طرح ایک شخص کے جسم میں کوئی عضو مثلاً آنکھیں درد کرتی ہیں تو اس کی وجہ سے تمام بدن میں درد ہوتا ہے۔ اگر سر میں درد ہوتا ہے تو تمام جسم میں تکلیف ہوتی ہے۔ پس مسلمانوں کو بعینہ اسی طرح ہونا چاہئے کہ اگر ایک مسلمان کو کوئی مصیبت کوئی مرض ہو تو تمام مسلمانوں کو اسکے دفعیہ کی کوشش کرنی چاہئے۔

ناظرین کرام نے اچھی طرح اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اسلام نے اپنے متبعین کو اتحاد واتفاق کے متعلق کسقدر تعلیم دی ہے لیکن افسوس اور صد افسوس مسلمانوں نے اس کے برخلاف نااتفاقی اختیار کرلیا ہے اور اس سے روگرداں ہیں یہی وجہ ہے کہ آج غیروں کے سامنے مسلمان ذلیل وخوار نظر آتے ہیں اور انکا شیرازہ بکھرا ہوا نظر آتا ہے۔ لہذا اے غافل مسلمانو! غفلت کو چھوڑو اور اپنے کو غیروں کے سامنے ذلیل ہونے سے بچاؤ اور دامن اتحاد کو مضبوط پکڑ لو۔

اخلاق | چونکہ مذہب اسلام تبلیغی حیثیت سے صفحہ دہر پر نمودار ہوا تھا اور اس کا کام انسانوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دینا اور برائیوں سے روکنا تھا۔ اور امت مسلمہ کا فریضہ یہی تھا كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (پ۴ ع۳) کہکر خود انکے وجود کا مقصد بتلا دیا کہ اسلام محض تبلیغی مذہب ہے یعنی "تم ایک ایسی بہترین امت ہو جو لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے منع کرتے ہو" ہاں تبلیغ کیلئے ضروری تھا کہ مبلغین کو اخلاق حسنہ کے زیور سے آراستہ کرے۔ بلا اخلاق حسنہ عوام کے قلوب کو مسخر کرنا دشوار ہوتا ہے اسلئے اس نے کہا کہ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (پ۱۴ س النحل ع۱۶) یعنی حکمت اور موعظہ حسنہ سے لوگوں میں تبلیغ کرو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلاؤ اور ان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

اسلام فریضہ تبلیغ کی اہمیت دکھلاتے ہوئے اخلاق کی بھی تعلیم دے رہا ہے۔ پس آئیے دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راہ میں کیا صورت اختیار کی اور صحابہ کرام کو کیا سکھلایا۔ اسکے متعلق چند باتیں گوشگذار کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ ناظرین ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرکے اپنی حالات کا جائزہ لینگے۔ داعی اسلام جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ کہ میں اخلاق حسنہ اور مکارم حسنہ کے اتمام کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔ اس فرمان پاک کو آیۃ قدوسی کی روشنی

میں دیکھو خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (پ ۲۹ س ن ۱۶) یعنی آپ اچھے اخلاق والے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آنحضورؐ فداہ ابی وامی کو اخلاق کے زیور سے آراستہ کیا گیا تھا۔ آپ مبلغ تھے آپ کے اصحاب آپ کی نیابت کرنیوالے تھے۔ اسلئے ان کیلئے بھی ضروری تھا کہ وہ اسی لباس میں ظاہر ہوں جس میں ان کے آقا وسردار ظاہر ہوئے چنانچہ ان کیلئے فرمایا خیارکم احسنکم اخلاقا۔ تم میں سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ اسی تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہی جوان کے سایہ سے بھاگتے تھے یہی جوان کے نام سے چڑتے تھے وہی جوان کو ستانے ہی میں ان کو مزا آتا تھا۔ ان سے استہزا و دل لگی اور فحش گوئی قابل فخر سمجھی جاتی تھی وہی ان کے قدم بوس ہوگئے وہی ان پر مرمٹنے کو تیار ہوگئے وہی ان کی خوشی ورضا کو اپنے لئے باعث نجات سمجھنے لگے۔ ہاں اپنے تن من دھن کو ان پر قربان کر دیا اور اس آیت کے پورے مصداق بن گئے۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ (حم سجدہ) یعنی برائی کو بھلائی سے دفع کریں ناگہاں وہ شخص جس کے اور آپ کے درمیان دشمنی ہے گویا کہ وہ سچا دوست ہے۔

آؤ میں بتلاؤں کہ آنحضورؐ کے اخلاق کیسے تھے۔ دشمن قتل کرنیکو آتا ہے لیکن پھر وہ آپ کے قبضے میں آجاتا ہے تو حضور نہایت خندہ پیشانی سے درگذر فرما کر حسن سلوک کی ایک مثال قائم کر دیتے ہیں۔ فتح مکہ کا زمانہ ہے۔ تمام دشمن مقید سامنے موجود ہیں اگرچہ سیاست ایسے دشمنوں کی سرکوبی کی اجازت دیتی ہے مگر وہ اخلاق کا مجسمہ ان سب کو آزاد کر کے لا تثریب علیکم الیوم اور الیوم یوم المرحمہ (یعنی آج تم پر کوئی عتاب نہیں۔ اور آج کا دن مہربانی کا دن ہے) فرما کر دنیا کیلئے ایک مشعل ہدایت اور اخلاق کا نمونہ دکھا گیا۔ ہاں بدر کے وہ قیدی بھی موجود تھے جنھوں نے مسلمانوں کو ملیامیٹ اور برباد کر دینے کو مدینہ کا رخ کیا تھا لیکن ان کے ساتھ حضورؐ کا برتاؤ بھی دنیا کو معلوم ہے بہتوں کو فدیہ اور بہتوں کو بے فدیہ لئے ہوئے آزاد کر دیا۔ حضرت انسؓ نے دس سال تک آنحضورؐ کی خدمت کی وہ فرماتے ہیں کہ قسم خدا کی حضورؐ نے کبھی بھی مجھکو اُف تک نہ کہا اور نہ کبھی جھڑکا۔ آپ کی بیویاں بھی تھیں لیکن آپ نے کبھی بھی کسی بیوی کو زدوکوب نہ کیا اور نہ کبھی برا بھلا کہا۔ حضرات اخلاق کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً غریب نوازی۔ عیب پوشی۔ بردباری۔ حق گوئی۔ استعفاف۔ کسی کو ایذا رسانی سے اجتناب حلم وغیرہ۔۔۔ جن کو ایک ایک کر کے حضورؐ نے صحابہ کرام کو تعلیم فرمائی اور خود بھی عمل کر کے نمونہ ہدایت بنے۔ جن کے ذکر سے کتب سیر وتاریخ اور احادیث بھری پڑی ہیں۔

مساوات جس طرح ایک تبلیغی مذہب کیلئے اخلاق کا ہونا ضروری ہے اسی طرح اسکے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ انسانوں کے قومی تفاوت اور رنگ ونسل کے امتیازات کو مٹا کر جمیع بنی نوع انسان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرے اور کہدے کہ لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لابيض على اسود ولا لاسود على ابيض نہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت ہے اور نہ کسی عجمی کو عربی پر فضیلت ہے اور نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر الا بتقوی و دین پس انسان میں قومیت وطنیت زبان وغیرہ کا فرق کر کے افتراق کرنا یہ خدا کے بندوں کو ذلیل کرنا ہے۔ خدا کے نزدیک اسکے سارے بندے بحیثیت تخلیق کے برابر ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں اور فرمایا کلکم بنوآدم وآدم من تراب کہ سارے انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے

اسلئے آپس میں افتراق اور تفضیل وتذلیل کیسی ؟ ہاں اگر عیسائیت دعویٰ کرے کہ اس بارے میں اُسنے تعلیم مساوات دی۔ اور سب عیسائیوں کو ایک مرکز پر جمع کرنیکی کوشش کی تو بالکل غلط ہے اور وہ اس دعویٰ میں ناکامیاب ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم ہمارے سامنے موجود ہے کہ "میں صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کیلئے بھیجا گیا ہوں" یہ صریح دلیل ہے اس بات پر کہ عیسائی عالمگیر مساوات کا دعویٰ کرنے میں غلط بیانی سے کام لیتا ہے۔ اگر ہندو مذہب دعویٰ کرے کہ اس نے مساوات کی کوشش کی تو بالکل غلط ہے کیونکہ برہمنوں اور چھتریوں۔ شودروں وغیرہ میں کس نے تفرقہ کی چھوت چھات کا فرق کس نے نکالا۔ مندروں کے دروازے شودروں کیلئے کس نے بند کئے۔ ان واقعات سے ہندو کا سر بھی جھک جائیگا اور وہ اپنی ناکامیابی کا اقرار کرے گا پس آخر وہ کون تھا جس کے سر تعلیم مساوات کی کامیابی کا سہرا بندھا۔ وہ اسلام تھا جس نے کہا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ الخ کہ جمیع فرزندان توحید بھائی بھائی ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں قومیت اور وطنیت اور فرق سکونت سے کوئی کسی پر فضیلت نہیں رکھ سکتا اسکے نزدیک ایک کعبہ کا مجاور اور ایک ہندوستانی موحد سب برابر ہیں۔ ہاں اگر کسی کو فضیلت ہے تو یہ تقویٰ کی زیادتی اور کمی ہے چنانچہ فرمایا گیا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ (پ س الحجرات ع ۲) یعنی اللہ کے نزدیک تم میں وہ پسندیدہ ہے جو متقی ہے۔ اس دعویٰ میں اسلام کہاں تک سچا اور کامیاب رہا ذیل کے واقعات سے معلوم کیجئے۔

پھوپھی کی بیٹی رشتے میں اپنی بہن ہوتی ہے اور ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اپنے اہل خویش واقارب کا رشتہ اپنی ہی قوم سے ہو غلام بہرحال غلام ہی ہے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا اور رشتہ قائم کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن حضورؐ نے اس عقیدے کو سرے ہی سے اڑا دیا اور اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ سے کر دیا

امیر کی حیثیت متبعین سے بڑی سمجھی جاتی ہے اس کا کام حکومت کرنا اور احکام نافذ کرنا ہے۔ اور تمام کام رعایا اور متبعین کو کرنا ہوتا ہے لیکن اس عقیدہ کو بھی حضورؐ فداہ ابی وامی نے مٹا دیا۔ جنگ خندق کے موقعہ پر جبکہ مدینہ کے گرد خندق کھودی جا رہی تھی۔ صحابہ کرام پھاوڑوں سے زمین گہری کر رہے تھے تو حضورؐ بھی پیٹ پر پتھر باندھے پھاوڑہ اٹھا کر اسی کام میں شریک تھے۔ سفر میں اگر صحابہ کرام آگ پانی وغیرہ خوردونوش کے انتظام میں شریک ہوتے تو آنحضورؐ بھی لکڑیاں ڈھونڈھو کر مساوات کی تعلیم دے رہے تھے۔

ہاں ہاں وہی تھے مساوات کے بانی جن کے دربار میں اگر ایک طرف حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم جیسے کبار موجود تھے تو دوسری طرف اسی شان کے ساتھ صہیبؓ۔ ابوذرؓ اور بلالؓ جیسے حضرات بھی نظر آتے تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اللہ اکبر یہ عملی نمونہ تھا اس تعلیم کا جو حضورؐ نے فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اسلام کی تمام تعلیمات پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

فقط